اسلامی روحانی مشن کا ترجمان مجلّہ

ماہنامہ **المقصود** کراچی

سرپرست اعلیٰ

پیر طریقت، رہبر شریعت

حضرت علامہ مولانا پروفیسر

محمد مقصود الٰہی المعروف محبوب سائیں

صاحب نقشبندی دامت فیوضہم

شوال / ذوالقعدۃ ۱۴۳۱ھ ✿ **نومبر** 2010ء ✿ شمارہ نمبر 11 ✿ جلد نمبر 06

مدیر اعلیٰ: پروفیسر حبیب الرحمٰن صاحب

مدیر مساعد: عمیر محمود صدیقی

مدیر مسئول: محمد رضوان صالح

مراسلات

اسلامی روحانی مشن پاکستان (رجسٹرڈ)

المرکز مقصود العلوم

مہتاب سوسائٹی .F.C ایریا نمبر1،

لیاقت آباد نمبر4، کراچی 75900

فون: 4223786 (21-92)

0345-2798236

❖❖❖

بینک ڈرافٹ

مسجد و مدرسہ مقصود العلوم

اکاؤنٹ نمبر2-2683 مسلم کمرشل بینک،

ابن سینا روڈ، برانچ، لیاقت آباد، کراچی۔

ممبر شپ فیس

فی شمارہ: 20 روپے ______ سالانہ: 250 روپے

www.islamiroohanimission.org e-mail: sabrar74@hotmail.com

اداریہ

حضور سرور کائنات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت خواہ بیداری کی حالت میں ہو یا خواب کی حالت میں، دارین میں خوش بختی کا ذریعہ ہے۔ وہ لوگ انتہائی سعید اور خوش بخت ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ اس نعمت عظمیٰ سے سرفراز فرماتا ہے۔ کسی کا ایمان اس وقت تک کامل نہیں ہوتا جب تک وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کائنات کی ہر شے سے زیادہ محبوب نہ رکھے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

من اشد امتی لی حبا ناس یکونون بعدی یود احدهم لو رانی باهله و ماله (مسلم: رقم الحدیث: ۵۰۶۰)

میری امت میں مجھ سے شدید ترین محبت کرنے والے وہ لوگ ہیں جو میرے بعد ہوں گے۔ وہ اس بات کو پسند کریں گے کہ انہیں ان کے اہل وعیال اور مال کے بدلہ میری زیارت نصیب ہو جائے۔

ہر مومن اس بات کا متمنی ہوتا ہے کہ اسے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کم از کم زندگی میں ایک بار ضرور نصیب ہو۔ اس کے لئے ضروری یہ ہے کہ ہم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع واطاعت کریں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کریں اور بکثرت درود وسلام پڑھیں۔

پیش نظر رسالہ حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک رسالہ کا ترجمہ ہے جو انہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ملائکہ کی زیارت کے امکان پر تحریر فرمایا تھا۔ راقم نے عوام کی سہولت کے پیش نظر اور شوق کی آگ کو بڑھانے کے لیے اس رسالہ کا ترجمہ اردو زبان میں کر دیا ہے تا کہ اس سے استفادہ عام ہو سکے۔ یاد رہے کہ اس رسالہ کے آخری چند صفحات کو جن میں ملائکہ کی زیارت کا ذکر ہے ہم نے ترک کر دیا ہے۔

اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ وہ پاک ذات ہمیں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بکثرت درود وسلام پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے مشرف فرمائے۔ (آمین)

عمیر محمود صدیقی

فہرست

فہرست

تنویر الحلك فی امکان رؤیة النبی و الملك

صلی اللّٰہ علیه و آله و سلم

الحمد للّٰہ، و سلام علی عبادہ الذین اصطفی، و بعد:

وجہ تالیف

حضرت امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیداری کی حالت میں زیارت سے مشرف ہونے کے بارے میں بہت زیادہ سوالات کیئے جاتے ہیں۔ اس زمانے میں ایک گروہ نے جس کو علم میں رسوخ بھی نہیں، اس کے انکار کرنے میں انتہائی مبالغہ سے کام لیا ہے اور انہیں تعجب ہے۔ انہوں نے یہ دعوی بھی کیا ہے کہ بیداری کی حالت میں آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت محال ہے۔ اسی لئے میں نے اس مسئلہ پر ایک کتابچہ تالیف کیا اور اس کا نام "تنویر الحلك فی امکان رؤیة النبی صلی اللّٰہ علیه و آله وسلم و الملك" رکھا ہے۔

میں نے اس مسئلہ میں حدیث صحیح سے استدلال کیا ہے جو اس مسئلہ میں وارد ہوئی ہے۔ جسے امام بخاری، امام مسلم اور امام ابوداؤد علیہم الرحمۃ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

من رانی فی المنام فسیرانی فی الیقظة و لا یتمثل الشیطان بی۔

جس نے مجھے خواب میں دیکھا وہ عنقریب مجھے بیداری میں دیکھے گا اور شیطان میری صورت اختیار نہیں کرسکتا۔

امام طبرانی علیہ الرحمۃ نے اس کی مثل حدیث مالک بن عبداللہ خثعمی اور ابوبکرہ سے بھی روایت کی ہے۔ اسی کی مثل حدیث امام دارمی نے ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی روایت کی ہے۔ علماء فرماتے ہیں: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد کہ: وہ عنقریب

مجھے بیداری کی حالت میں بھی دیکھے گا، اس کے معنی میں اختلاف ہے۔

بیداری میں زیارت سے کیا مراد ہے؟

☆ بعض علماء فرماتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ عنقریب مجھے قیامت میں دیکھے گا۔ اس بات کا تعقب اس طور پر کیا گیا ہے کہ اگر اس بات کو تسلیم کرلیا جائے تو اس تخصیص کا کوئی فائدہ نہ ہوگا کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہر امتی قیامت کے دن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کرے گا۔ چاہے اس نے دنیا میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی ہو یا نہ کی ہو۔

☆ بعض علماء فرماتے ہیں کہ اس سے مراد وہ شخص ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات طیبہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لے آیا ہو اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دور ہونے کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دوبارہ زیارت نہ کرسکا ہو، یہ بشارت اس کے لئے ہے۔ وہ موت سے قبل آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ضرور کرے گا۔

☆ جب کہ علماء کے ایک گروہ نے کہا ہے کہ یہ حدیث مبارکہ اپنے ظاہری معنی پر ہی ہے۔ پس جس شخص نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خواب میں زیارت کی وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو لازماً بیداری کی حالت میں بھی دیکھے گا یعنی اپنے سر کی آنکھوں سے زیارت کرے گا اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اپنے قلب کی آنکھ سے زیارت کرے گا۔ ان دونوں اقوال کو قاضی ابوبکر بن عربی نے نقل کیا ہے۔ امام ابومحمد بن ابی جمرہ نے صحیح بخاری سے منتخب کردہ احادیث پر اپنی تعلیق میں ارشاد فرمایا ہے کہ یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ جو شخص آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خواب میں زیارت کرے گا وہ عنقریب بیداری کی حالت میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کرے گا۔ کیا یہ بشارت عام ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات میں بھی اور وصال

کے بعد بھی اسی طرح سے ہے؟ یا یہ صرف آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات کے ساتھ خاص ہے؟ اور کیا یہ ہر شخص کے لئے مطلقاً بشارت ہے؟ یا اس شخص کے لئے خاص ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کرنے کی اہلیت رکھتا ہو اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کی اتباع کرتا ہو؟

اس حدیث کے الفاظ عمومیت کا تقاضا کرتے ہیں اور جو کوئی اس میں بغیر کسی ایسے مخصص (خاص کرنے والی دلیل) کے تخصیص کا دعوی کرتا ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے ہو تو یہ عمل قابل افسوس ہے۔

ایک اعتراض اور اس پر گرفت:

آپ فرماتے ہیں کہ بعض لوگ اس کے عموم کی تصدیق نہیں کرتے اور اپنی عقل کے مطابق یہ کہتے ہیں کہ یہ کیسے ممکن ہے کہ ایک زندہ شخص کسی فوت شدہ شخص کو عالم شاہد میں دیکھے؟ آپ فرماتے ہیں کہ اس قول میں دو خطروں کی وجہ سے بچنا ضروری ہے:

(۱) اس قول کی وجہ سے نبی صادق علیہ السلام کے قول کی تصدیق نہ کرنا لازم آئے گی جو اپنی خواہش سے کلام ہی نہیں فرماتے۔

(۲) اللہ قادر کی قدرت سے جاہل ہونا اور اس کی قدرت کو عاجز ماننا لازم آئے گا گویا کہ اس نے سورۃ البقرۃ میں بقرۃ کا قصہ نہیں سنا۔ اللہ تعالیٰ نے کیسے ارشاد فرمایا:

اضربوہ ببعضها كذلك يحى الله الموتى' (البقرۃ ۲:۷۳)

پھر ہم نے حکم دیا کہ اس (مردہ) پر اس (گائے) کا ایک ٹکڑا مارو، اسی طرح اللہ مردوں کو زندہ فرماتا ہے۔

کیا اس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قصہ بھی نہیں سنا جو چار پرندوں کے بارے میں ہے؟ اور کیا اس نے حضرت عزیر علیہ السلام کا قصہ بھی نہیں سنا؟ پس وہ رب جو مردہ کی زندگی کا سبب گائیں کے گوشت کے بعض حصہ کو اس سے مارنے کو بنا سکتا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا کو پرندوں کی زندگی کا سبب بنا سکتا ہے اور

حضرت عزیر علیہ السلام کے تعجب کو ان کی وفات اور ان کے گدھے کی موت کا سبب بنا کر بھی سو سال بعد انہیں زندہ کر سکتا ہے تو وہ رب اس بات پر بھی قادر ہے کہ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خواب میں زیارت کو بیداری کی حالت میں زیارت کا سبب بنا دے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور دیدار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

بعض صحابہ سے مروی ہے کہ میرا غالب گمان ہے کہ وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں کہ انہوں نے خواب میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی تو انہیں یہ حدیث مبارکہ یاد آگئی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس بارے میں سوچتے ہوئے حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس حاضر ہوئے اور اپنا قصہ ذکر کیا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کھڑی ہوئیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مبارک آئینہ نکال کر ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس آئینہ میں دیکھا تو میں نے اس میں اپنی صورت کو نہیں دیکھا بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صورت مبارکہ کو دیکھا۔

سلف وخلف کی تصدیق

آپ فرماتے ہیں کہ بعض سلف وخلف اور دیگر جماعت علماء سے منقول ہے جنہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی اور وہ اس حدیث کی تصدیق بھی کرنے والے تھے کہ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس کے بعد بیداری کی حالت میں بھی زیارت کی۔ ان علماء نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ان مسائل کے بارے میں سوال کیا جن میں وہ تشویش میں مبتلا تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تفصیل کے ساتھ انہیں اس مسئلہ سے باخبر فرمایا اور اس کی مختلف وجوہ بھی ان کو بیان فرمائیں جس سے اس مسئلہ کی وضاحت ہوئی تھی۔ جب وہ بیدار ہوتے تو بغیر کمی اور زیادتی کے اسی طرح سے ان امور کو پاتے۔

آپ فرماتے ہیں کہ اس امر کا منکر یا تو کراماتِ اولیاء کی تصدیق کرنے والا

ہو گا یا ان کی تکذیب کرنے والا ہو گا۔ اگر وہ کرامات اولیاء کو جھٹلانے والا ہو تو اس کے ساتھ بحث کرنے کا کوئی فائدہ نہیں۔ وہ اس بات کا انکار کرتا ہے جس کو سنت نے واضح دلائل سے ثابت کر دیا ہے۔ اگر وہ کراماتِ اولیاء کی تصدیق کرتا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیداری کی حالت میں زیارت کرنا اسی قبیل سے ہے۔ کیونکہ اولیاء پر عالم علوی اور عالم سلفی کی بہت ساری باتیں خرق عادت کے طور پر ظاہر ہو جاتی ہیں۔ اس لئے کراماتِ اولیاء کی تصدیق کے ساتھ اس امر کا انکار مناسب نہیں۔ یہاں تک کہ ابن ابی جمرہ کا کلام ختم ہو گیا۔

وعدہ وفا ہونا

آپ کا یہ کہنا کہ (یہ عام ہے اور اس شخص کے ساتھ خاص نہیں ہے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی اہلیت ہو اور وہ سنت کے اتباع کرتا ہو) اس سے مراد بیداری کی حالت میں خواب میں زیارت کی وجہ سے دیدار کرنا ہے جس کا وعدہ کیا گیا ہے۔ چاہے وہ زیارت ایک ہی بار ہوتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وعدہ پورا ہو جائے اور اس کی خلاف ورزی نہ ہو۔ اکثر لوگوں کو عام طور پر زیارت موت سے قبل ہوتی ہے۔ اس سے قبل کہ روح جسم سے نکلے وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کر لیتے ہیں اور وعدہ وفا ہو جاتا ہے۔ باقی دیگر لوگوں کو زیارت پوری زندگی میں ہوتی رہتی ہے۔ یا تو زیارت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہونا بکثرت ہوتا ہے یا قلیل ہوتا ہے۔ یہ ان کی کوششیں اور سنت پر عمل پر منحصر ہوتا ہے۔

زیارت سے محرومی کا سبب

سنت کا ترک کرنا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دیدار میں بہت بڑی رکاوٹ ہے۔ حضرت امام مسلم اپنی صحیح میں مطرف سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: مجھ سے عمران بن حصین نے کہا مجھے سلام کیا جاتا تھا (یعنی فرشتے سلام کرتے تھے) یہاں تک کہ میں نے داغ لگوایا تو وہ سلام کیا جانا متروک ہو گیا۔ پھر جب میں نے داغ لگوانا بن کر دیا تو وہ معاملہ لوٹ آیا۔ امام مسلم نے ایک اور طریق

سے مطرف سے روایت کیا ہے کہ آپ فرماتے ہیں کہ عمران بن حصین نے مرض الموت میں مجھے بلوایا اور کہا میں تمہیں ایک بات بتانے والا ہوں۔ اگر میں زندہ رہوں تو اسے چھپائے رکھنا، اگر میں مرجاؤں تو اگر چاہو تو بتادینا۔ وہ بات یہ ہے کہ مجھ پر سلام کیا جاتا ہے۔ امام نووی شرح مسلم میں فرماتے ہیں کہ پہلی حدیث کا معنی یہ ہے کہ عمران بن حصین کو بواسیر کا مرض تھا اور آپ اس تکلیف پر صبر کرتے تھے۔ ملائکہ انہیں سلام پیش کرتے تھے۔ جب انہوں نے داغ لگوایا تو ملائکہ نے انہیں سلام کرنا بند کردیا۔ پھر جب آپ نے داغ لگوانا بند کردیا تو ملائکہ کا سلام کرنا دوبارہ شروع ہوگیا۔ آپ فرماتے ہیں کہ دوسری حدیث میں آپ کا یہ ارشاد (اگر میں زندہ رہوں تو اسے چھپائے رکھنا) اس سے مراد یہ ہے کہ آپ نے یہ پسند فرمایا کہ ان کی زندگی میں یہ بات مشہور نہ ہو کہ ملائکہ آپ کو سلام کرتے ہیں کیونکہ اس صورت میں آزمائش میں پڑنے کا اندیشہ تھا جب کہ موت کے بعد اس کا خوف نہ تھا۔ امام قرطبی شرح مسلم میں فرماتے ہیں یعنی ملائکہ ان پر ان کے اکرام اور احترام کی وجہ سے ان پر سلام کرتے تھے مگر جب آپ نے داغ لگوایا تو انہوں نے سلام کرنا ترک کردیا۔ اس میں اولیاء اللہ کی کرامات کا ثبوت ہے۔

امام حاکم نے اسے مستدرک میں روایت کیا ہے اور اسے مطرف بن عبداللہ بن عمران بن حصین کے طریق سے صحیح قرار دیا ہے۔ عمران بن حصین نے فرمایا: اے مطرف! جان لو کہ ملائکہ میرے سرہانے مجھ پر سلام بھیجتے ہیں۔ میرے گھر اور میرے کمرہ میں بھی مجھ پر سلام کرتے ہیں۔ جب میں نے داغ لگوایا تو یہ معاملہ ختم ہوگیا۔ جب آپ کا زخم ٹھیک ہوگیا تو آپ نے مطرف سے کہا کہ جان لو کہ میری وہ کیفیت دوبارہ لوٹ آئی ہے۔ میری موت تک اس بات کو چھپائے رکھنا۔ آپ یہ دیکھیں کہ عمران بن حصین کا ملائکہ کے سلام کو سننا کس طرح سے بند ہوگیا جب کہ آپ نے داغ انتہائی شدید ضرورت کے وقت لگوائے تھے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ داغ لگوانا خلافِ سنت ہے۔

امام بیہقی شعب الایمان میں فرماتے ہیں کہ اگر داغ لگوانے کی مخالفت اس طور پر ہوتی کہ یہ حرام ہے تو عمران جان بوجھ کر کبھی بھی داغ نہ لگواتے۔ جب انہوں نے مکروہ کام کیا تو وہ فرشتہ جوان پر سلام کرتا تھا وہ ان سے جدا ہو گیا۔ آپ اس لئے غمگین ہو گئے۔ پھر آپ پر یہ کیفیت موت سے قبل لوٹ آئی۔

امام ابن اثیر ''نہایۃ'' میں فرماتے ہیں کہ یعنی ملائکہ ان پر سلام کرتے تھے۔ جب انہوں نے اپنے مرض کے سبب داغ لگوائے تو ملائکہ نے سلام کرنا ترک کر دیا کیونکہ داغ لگوانا توکل اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے آگے سر جھکا دینے کے خلاف ہے۔ بندہ کو چاہیے کہ وہ جس آزمائش میں مبتلا کیا گیا ہے اس پر صبر کرے اور اللہ سے شفا کو طلب کرے۔ یہ بات داغ لگوانے کے جواز کے خلاف نہیں لیکن یہ اللہ پر بھروسہ کے خلاف ہے۔ یہ وہ بلند درجہ ہے جو اسباب کو پانے سے اوپر ہے۔

ابن سعد نے طبقات میں قتادہ سے روایت کیا ہے کہ ملائکہ عمران بن حصین سے مصافحہ کرتے تھے یہاں تک کہ انہوں نے جب داغ لگوایا تو وہ ان سے دور ہو گئے۔ ابو نعیم ''دلائل النبوۃ'' میں یحیٰ بن سعید قطان سے روایت کرتے ہیں کہ بصرہ میں صحابہ میں سے عمران بن حصین سے زیادہ افضل کوئی صحابی تشریف نہیں لائے۔ ملائکہ آپ پر تیس سال تک گھر کی مختلف سمتوں سے سلام پیش کرتے رہے۔

حضرت امام ترمذی اپنی تاریخ میں اور امام ابو نعیم اور بیہقی ''دلائل النبوۃ'' میں غزالۃ سے روایت کرتے ہیں کہ عمران بن حصین ہمیں گھر میں جھاڑو دینے کا حکم دیتے تھے اور ہم سلام سنتے تھے۔ علیکم السلام علیکم تم پر سلام ہو۔ اور ہم کسی کو دیکھتے نہیں تھے۔

امام غزالی کا مشاہدہ

امام ترمذی فرماتے ہیں وہ سلام کرنا ملائکہ کی طرف سے ہوتا تھا۔ حجۃ الاسلام ابو حامد غزالی اپنی کتاب ''المنقذ من الضلال'' میں لکھتے ہیں: پھر جب میں علوم سے فارغ ہو گیا تو میں نے صوفیاء کے طریقہ کا ارادہ کیا۔ جس قدر کو میں ذکر کرنا چاہتا ہوں کہ اس سے فائدہ اٹھایا جائے وہ یہ ہے کہ میں نے یقینی طور پر جان لیا کہ صوفیاء ہی

خاص طور پر اللہ تعالیٰ کے راستے پر چلنے والے ہیں۔ان کا کردار اوران کی سیرت سب سے بہترین سیرت ہے۔ان کا راستہ سب سے صحیح راستہ ہے۔ان کے اخلاق سب سے پاکیزہ اخلاق ہیں بلکہ اگر تمام عقلاء کی عقل کو جمع کیا جائے،تمام حکماء کی حکمتوں کو جمع کیا جائے اور شریعت کے اسرار کے جاننے والے علماء کے علم کو جمع کیا جائے تاکہ ان کی سیرت واخلاق میں تبدیلی کی جائے اوراس سے بہترین چیز کو پیش کیا جائے تو اس کا کوئی راستہ نہیں ملے گا۔ان کی تمام حرکات وسکنات ان کے ظاہر میں اوران کے باطن میں چراغ نبوت کے نور سے مستفاد ہوتی ہیں اور نور نبوت کے علاوہ سرزمین پر کوئی دوسرا نور نہیں جس سے نور کو طلب کیا جائے۔پھر امام غزالی نے فرمایا کہ وہ اپنی بیداری کی حالت میں ملائکہ کا اور انبیاء کی ارواح کا مشاہدہ کرتے ہیں۔ان کی آوازیں سنتے ہیں اوران سے استفادہ کرتے ہیں پھران کا حال مشاہدہ صور اور امثال سے ترقی کرتا ہوا ایسے درجات کی طرف چلا جاتا ہے کہ کلام اس کے بیان کے لئے تنگ پڑ جاتا ہے۔یہ امام غزالی نے فرمایا ہے۔

قاضی ابوبکر ابن العربی کا بیان

مالکیہ کے امام اور امام غزالی کے شاگرد قاضی ابوبکر بن عربی ”قانون التاویل“ میں فرماتے ہیں کہ صوفیاء کا مؤقف یہ ہے کہ جب انسان کو تزکیۂ قلب میں نفس کی پاکیزگی حاصل ہوجائے اور تمام تعلقات ٹوٹ جائیں اور جاہ و مال، لوگوں سے ملاقات کرنا اور اسبابِ دنیا کٹ جائیں اور یہ بندہ مکمل طور پر اللہ کی طرف دائمی علم اور مستقل عمل کے ساتھ متوجہ ہوجائے تو اس پر دلوں کے بھید ظاہر ہوجاتے ہیں۔وہ ملائکہ کو دیکھتا ہے،ان کی باتیں سنتا ہے اور انبیاء کرام علیہم السلام کی ارواح پر مطلع ہوتا ہے اوران کے کلام کو سنتا ہے۔پھر ابن العربی اپنی جانب سے فرماتے ہیں کہ مومن کے لئے کرامت کے طور پر اور کافر کے لئے سزا کے طور پر انبیاء کرام علیہم السلام اور ملائکہ کی باتوں کو سننا ممکن ہے۔

شیخ عزیز الدین بن عبدالسلام ”القواعد الکبری“ میں فرماتے ہیں کہ ابن

الحاج نے ''المدخل'' میں فرمایا: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیداری کی حالت میں زیارت کرنا بہت مشکل ہے۔ ایسے لوگ بہت ہی کم ہیں جنہیں یہ نعمت نصیب ہوتی ہے۔ وہ جو اس صفت کے ساتھ ہیں وہ اس زمانہ میں نادر ہیں بلکہ غالباً معدوم ہیں۔ مگر ہم اکابرین میں سے جن کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت بیداری کی حالت میں ہوئی ہے کسی کا انکار نہیں کرتے۔ جن کے ظاہر اور باطن کو اللہ تعالیٰ نے محفوظ فرمایا ہے۔

ایک سوال اور اس کا جواب

پھر آپ فرماتے ہیں کہ بعض علمائے ظاہر نے بیداری کی حالت میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیداری کی حالت میں زیارت کرنے کا انکار کیا ہے اور اس کی علت وہ یہ بیان کرتے ہیں کہ یہ آنکھ فانی ہے اور فانی آنکھ باقی آنکھ کو نہیں دیکھ سکتی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دار البقاء میں ہیں اور زیارت کرنے والا دار الفناء میں ہے۔ میرے سردار ابو محمد بن ابی حمرہ اس اشکال کو حل فرماتے ہیں اور اس کو اس طرح رد کرتے ہیں: مومن جب مرجاتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کی زیارت کرے گا۔ جب اللہ کبھی مرنے والا نہیں ہے، ان میں سے ہر ایک ہر دن ستر بار مرتا ہے۔

انبیاء کرام علیہم السلام زندہ ہیں

قاضی شرف الدین ہبۃ اللہ بن عبد الرحیم بارزی ''توثیق عری الایمان'' میں فرماتے ہیں اور امام بیہقی ''کتاب الاعتقاد'' میں فرماتے ہیں کہ جب انبیاء علیہم السلام کی ارواح قبض کرلی جاتی ہیں تو ان کی ارواح ان کی طرف لوٹا دی جاتی ہیں۔ وہ اپنے رب کے پاس شہداء کی طرح زندہ ہوتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے معراج کی رات ان کی ایک جماعت کو دیکھا اور یہ خبر دی کہ ہمارا درود آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پیش کیا جاتا ہے اور ہمارا سلام آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہنچایا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کردیا ہے کہ وہ انبیاء کرام علیہم السلام کے اجسام کو کھائے۔

امام بارزی فرماتے ہیں کہ ہمارے زمانے اور اس سے قبل کے اولیاء سے سنا

گیا ہے کہ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت زندہ حالت میں بیداری میں آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد کی ہے۔آپ نے فرمایا اس کا ذکر شیخ امام شیخ الاسلام ابوالبیان نبا بن محمد بن محفوظ دمشقی نے اپنی ''نظیمہ'' میں بھی کیا ہے۔

اس حدیث ''من رانی '' کے بارے میں شرح مشارق میں شیخ اکمل الدین بابرتی حنفی فرماتے ہیں: دو اشخاص کے ساتھ بیداری اور خواب کی حالت میں جمع ہونا اس چیز کے حصول کے لیے جس سے اتحاد ہوتا ہے، پانچ اصول ہیں:

(۱) ذات میں اشتراک کا کلیہ

(۲) ایک یا کئی صفات میں کلی طور پر اشتراک ہونا

(۳) ایک یا کئی حالوں میں اشتراک ہونا

(۴) یا افعال میں اشتراک کا ہونا

(۵) یا مراتب میں اشتراک ہونا

ہر دو یا دو سے زائد اشیاء کے درمیان مناسبت عقلی طور پر ان مذکورہ پانچ کلیات سے باہر نہ ہوگی اور اپنی قوت اور کمزوری کے اعتبار سے جس بات پر اختلاف ہوگا اجتماع زیادہ یا کم ہوگا۔کبھی یہ اجتماع اپنی ضد پر غالب آجاتا ہے تو محبت بڑھ جاتی ہے۔یہاں تک کہ دو اشخاص جدا نہیں ہوتے اور کبھی اس کا عکس ہوتا ہے۔(تو دونوں میں بے حد علیحدگی پیدا ہو جاتی ہے) جسے یہ پانچ اصول مل جاتے ہیں تو اس کے اور گذشتہ کامل حضرات کی ارواح کے درمیان مناسبت پیدا ہو جاتی ہے تو وہ جب چاہتا ہے ان سے ملاقات کر لیتا ہے۔

شیخ صفی الدین بن ابی منصور نے اپنے رسالہ میں فرمایا اور شیخ عفیف الدین یافعی نے ''روض الریاحین'' میں فرمایا کہ شیخ الکبیر قدوۃ الشیوخ العارفین اپنے زمانے کی برکت ابوعبداللہ قریشی فرماتے ہیں جب مصر میں مہنگائی ہوئی تو میں نے دعا کرنے کی طرف توجہ کی۔ مجھ سے کہا گیا کہ دعا نہ کریں۔کیونکہ تم میں سے اس معاملہ میں کسی کی بھی دعا نہ سنی جائے گی۔میں نے شام کا سفر کیا۔جب میں صریح الخلیل علیہ السلام

کے قریب پہنچا تو حضرت ابراہیم الخلیل علیہ السلام سے میری ملاقات ہوئی۔ میں نے عرض کی اے اللہ کے رسول علیہ السلام اپنے پاس میری ضیافت اہلِ مصر کے لئے دعا کے طور پر فرمائیں۔ آپ نے ان کے لئے دعا کی اور اللہ تعالیٰ نے اہل مصر پر آسانی فرمادی۔ امام یافعی فرماتے ہیں کہ آپ کا یہ فرمانا کہ مجھ سے حضرت خلیل علیہ السلام نے ملاقات فرمائی قول حق ہے، اس کا انکار وہ ہی جاہل کر سکتا ہے جسے ان احوال کی معارفت نہ ہو۔ جن کا مشاہدہ اولیاء آسمانوں اور زمین میں کرتے ہیں۔ وہ انبیاء کرام علیہم السلام کی زیارت ایسے کرتے ہیں کہ وہ زندہ ہوتے ہیں جیسا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو زمین میں دیکھا نیز ان کو اور دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کو آپ ﷺ نے آسمانوں میں بھی دیکھا اور ان کے خطاب کو سنا۔

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ اور دیدار مصطفیٰ ﷺ

تحقیق یہ بات پایہ ثبوت تک پہنچ چکی ہے کہ جو بات انبیاء کرام علیہم السلام سے بطور معجزہ صادر ہو سکتی ہے وہ اولیاء کرام سے بطور کرامت بغیر دعویٰ کے صادر ہو سکتی ہے۔ شیخ سراج الدین بن ملقن ''طبقات الاولیاء'' میں فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ظہر سے قبل زیارت کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے میرے بیٹے! تم وعظ کیوں نہیں کہتے؟ میں نے عرض کی اے ابا جان! میں عجمی ہوں میں کس طرح سے بغداد کے ان فصیح لوگوں کے سامنے خطاب کروں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اپنے منہ کو کھولو، میں نے اپنے منہ کو کھول لیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سات بار اپنا لعاب دہن میرے منہ میں ڈالا اور فرمایا: آپ لوگوں سے وعظ کہیں، حکمت اور موعظت حسنہ کے ساتھ اپنے رب کے راستہ کی طرف بلائیں۔ میں نے ظہر کی نماز ادا کی اور میں بیٹھ گیا۔ میرے پاس بہت سارے لوگ جمع ہو گئے۔ میرا وعظ بند ہو گیا تو میں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ آپ مجلس میں میرے سامنے کھڑے ہیں۔ آپ نے فرمایا: اے میرے بیٹے! تم کلام کیوں نہیں کرتے ہو؟

میں نے عرض کی اے ابا جان! میری گفتگو ملتبس ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اپنا منہ کھولو۔ میں نے اپنا منہ کھولا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چھ بار اپنا لعاب دہن میرے منہ میں ڈالا۔ میں نے پوچھا کہ آپ نے سات دفعہ کیوں نہیں ڈالا؟ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ادب کی وجہ سے۔ پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میری نگاہوں سے اوجھل ہو گئے۔ پھر میں نے کہا: فکر کا غوطہ خور دل کے سمندر میں غوطہ لگاتا ہے تاکہ وہ معارف کے موتیوں کو دل کے ساحل پر نکال لائے۔

زیارت ہونا معمولی بات نہیں

ابن ملقن نے خلیفہ بن موسیٰ نہر ملکی کے حالات میں بھی لکھا ہے کہ آپ کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیداری اور خواب کی حالت میں بکثرت زیارت ہوتی تھی۔ آپ فرماتے تھے کہ میرے اکثر کام آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کے مطابق ہوتے ہیں۔ ایسا کبھی بیداری میں ہوتا ہے اور کبھی خواب میں۔ ایک رات آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سترہ بار زیارت کی تو ایک بار زیارت کے دوران آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے خلیفہ! مجھ سے تنگ نہ ہو جانا۔ بکثرت اولیاء میری زیارت کی حسرت دل میں لئے اس دنیا سے کوچ کر چکے ہیں۔

کمال ادفوی ''الطالع السعید'' میں صفی ابو عبد اللہ محمد بن یحی اسوانی کے بارے میں فرماتے ہیں: آپ اخمیم کے مقیم تھے اور ابو یحی بن شافع کے اصحاب میں سے تھے۔ آپ صلاح کے نام سے مشہور تھے۔ آپ کی بہت ساری کرامات اور مکاشفات ہیں۔ آپ کے بارے میں ابن دقیق العبد، ابن النعمان اور قطب عسقلانی نے لکھا ہے کہ آپ فرماتے تھے کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کرتے ہیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے استفادہ کرتے ہیں۔

شیخ ابو العباس مرسی اور دیدار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

شیخ عبد الغفار بن نوح قوصی اپنی کتاب ''الوحید'' میں فرماتے ہیں (جو کہ شیخ

ابو یحی ابو عبد اللہ اسوانی (مقیم اخمیم) کے اصحاب میں سے ہیں) کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہر گھڑی کرتے تھے یہاں تک کہ ہر گھڑی آپ کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خبر رہتی تھی۔ آپ الوحید میں ہی فرماتے ہیں کہ شیخ ابو العباس مرسی رحمۃ اللہ علیہ کی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ عالیہ میں رسائی تھی۔ جب کبھی آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سلام بھیجتے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کا جواب عنایت فرماتے تھے اور جب آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کلام کرتے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جواب عطا فرماتے تھے۔

شیخ تاج الدین بن عطاء اللہ ''لطائف المنن'' میں فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے شیخ ابو العباس مرسی سے عرض کی: اے حضرت! میں آپ کی مبارک ہتھیلی سے مصافحہ کرنا چاہتا ہوں کیونکہ آپ نے مختلف ممالک میں بکثرت اولیاء سے مصافحہ کیا ہے۔ آپ نے فرمایا: اللہ کی قسم میں نے اپنی اس ہتھیلی سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سوا کسی سے مصافحہ کیا ہی نہیں ہے۔ آپ ارشاد فرماتے ہیں:

لو حجب عنی رسول الله ﷺ طرفة عین ما عددت نفسی من المسلمین

اگر آنکھ جھپکنے کی دیر بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھ سے چھپ جائیں تو میں خود کو مسلمانوں میں سے شمار نہیں کروں گا۔

معرفت رسول اللہ ﷺ

شیخ صفی الدین بن ابو منصور اپنے رسالہ میں فرماتے ہیں اور شیخ عبد الغفار ''الوحید'' میں نقل فرماتے ہیں کہ شیخ ابو الحسن ونانی نے فرمایا: مجھے ابو العباس طنجی نے بیان فرمایا کہ میں سیدی احمد بن رفاعی کے پاس حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ میں تیرا شیخ نہیں ہوں، تیرے شیخ تو ''قنا'' میں عبد الرحیم ہیں۔ میں نے ''قنا'' کا سفر کیا اور شیخ عبد الرحیم کے پاس حاضر ہوا۔ آپ نے مجھ سے فرمایا: کیا تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہچان لیا ہے؟ میں نے عرض کیا نہیں۔ آپ نے فرمایا: بیت المقدس کی

طرف متوجہ ہوتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معرفت تمہیں مل جائے۔ پس جیسے ہی میں نے اپنا قدم اٹھایا تو میں نے دیکھا کہ آسمان، زمین، عرش وکرسی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پُر ہیں۔ میں اپنے شیخ کی طرف واپس آیا۔ آپ نے فرمایا: کیا تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہچان لیا؟ میں نے عرض کی، جی ہاں! آپ نے فرمایا: اب تمہارا سلوک مکمل ہوگیا۔ اقطاب اقطاب نہیں بنتے اور اوتاد اوتاد نہیں بنتے اور اولیاء اولیاء نہیں بنتے جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معرفت حاصل نہ کرلیں۔

نماز میں زیارت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

آپ "الوحید" میں فرماتے ہیں کہ جن کو میں نے مکہ میں دیکھا ان میں سے ایک شیخ عبداللہ دلاصی ہیں۔ آپ نے مجھے خبر دی کہ میری پوری عمر میں صرف ایک نماز ہی صحیح ہوئی ہے وہ اس طرح کہ میں صبح کی نماز میں مسجد حرام میں تھا۔ جب امام نے تکبیر تحریمہ کہی تو میں نے بھی تکبیر تحریمہ کہی، مجھے اچانک غنودگی نے آلیا تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سامنے نماز ادا فرما رہے ہیں اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیچھے دس لوگ نماز پڑھ رہے ہیں۔ میں نے ان کے ساتھ نماز کو ادا کیا۔ یہ واقعہ ۶۷۳ھ کا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہلی رکعت میں سورۃ المدثر کی تلاوت فرمائی اور دوسری میں عم یتساء لون کی تلاوت فرمائی۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سلام پھیرا تو یہ دعا فرمائی۔

اللھم اجعلنا ھداۃ مھدیین غیر ضالین و لا مضلین، لا طمعا فی برک، ولا رغبۃ فیما عندک، لأن لک المنۃ علینا بایجادنا قبل ان لم نکن، فلک الحمد علی ذلک، لا الہ الا انت

جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فارغ ہوئے تو امام نے سلام پھیرا۔ مجھے جیسے ہی اس کے سلام پھیرنے کی سمجھ آئی میں نے بھی سلام پھیر دیا۔

نورانی پھونک کا اثر

شیخ صفی الدین اپنے رسالہ میں فرماتے ہیں کہ مجھ سے شیخ ابو العباس حرار نے فرمایا: میں ایک مرتبہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا۔ میں نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اولیاء کے لئے پروانہ ولایت تحریر فرمارہے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان میں سے ایک پروانہ میرے بھائی محمد کے لئے بھی تحریر فرمایا۔ آپ فرماتے ہیں کہ شیخ کے بھائی بہت بڑے ولی تھے۔ آپ کے چہرے پر نور تھا۔ کسی ایک سے بھی یہ بات مخفی نہ تھی کہ آپ ولی اللہ ہیں۔ ہم نے شیخ سے اس بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے چہرے پر پھونک ماری تھی، یہ نور اس مبارک پھونک کا اثر ہے۔

خادم رسول اللہ ﷺ

شیخ صفی الدین فرماتے ہیں کہ میں نے شیخ جلیل کبیر ابو عبد اللہ قرطبی کو دیکھا جو شیخ قرشی کے اجل اصحاب میں سے ہیں۔ آپ اکثر اوقات مدینہ منورہ میں ہی رہتے تھے۔ آپ کو بارگاہ رسالت علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام تک رسائی تھی۔ آپ کی باتوں کا جواب آتا ہے اور سلام کا بھی جواب ملتا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں بادشاہ کامل کے لئے ایک خط دیا۔ آپ وہ خط لے کر مصر گئے اور وہ خط کامل بادشاہ کو دینے کے بعد پھر مدینہ منورہ لوٹ آئے۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں نے جن کو مصر میں دیکھا ہے ان میں سے شیخ ابو لعباس عسقلانی بھی ہیں جو شیخ قرشی کے خاص صاحب ہیں۔ آپ اپنے وقت میں مصر کے زاہد تھے۔ آپ کی عمر کا آخری حصہ مکہ مکرمہ میں گزرا۔ کہا جاتا ہے کہ ایک مرتبہ آپ بارگاہ رسالت علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں حاضر ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے احمد! اللہ تیرے ہاتھ کو پکڑ لے۔

حدیث کی پہچان

بعض اولیاء سے منقول ہے کہ وہ کسی فقیہ کی مجلس میں تشریف لے گئے۔ اس

فقیہ نے ایک حدیث روایت کی آپ نے اس فقیہ سے فرمایا: یہ حدیث باطل ہے۔ اس فقیہ نے کہا تمہارے پاس اس کی دلیل کیا ہے؟ آپ نے فرمایا:

هذا النبی ﷺ واقف علی رأسك يقول انی لم اقل هذا الحديث

یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہارے سر کے پاس تشریف فرما ہیں اور فرما رہے ہیں کہ میں نے یہ بات ارشاد نہیں فرمائی۔

آپ نے اس فقیہ کا پردہ اٹھا دیا اور اس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی۔ "المنح الالهية فی مناقب السادة الوفائية" میں ہے جو ابن فارس کی کتاب ہے کہ آپ فرماتے ہیں میں نے سیدی علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب میں پانچ سال کا لڑکا تھا تو میں ایک شیخ کے پاس قرآن پڑھتا تھا۔ ان کا نام شیخ یعقوب تھا۔ میں ایک دن ان کے پاس حاضر ہوا تو بیداری کی حالت میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی۔ میں خواب میں نہیں تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم مبارک پر ایک اون کی قمیص مبارک تھی۔ پھر میں نے اس قمیص کو اپنے اوپر دیکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: پڑھو۔ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے سورۃ الضحیٰ اور الم نشرح کی تلاوت کی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میری نگاہوں سے اوجھل ہو گئے۔ پھر جب میں اکیس سال کی عمر کو پہنچا تو میں نے قرافہ میں فجر کی نماز کے لئے تکبیر تحریمہ کہی تو میں نے اپنے چہرے کے سامنے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے معانقہ فرمایا اور ارشاد فرمایا: واما بنعمة ربك فحدث۔ پس مجھے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان مبارک اسی وقت سے عطا ہوئی ہے۔

سید احمد رفاعی اور دست بوسی

بعض مجامیع میں ہے کہ سیدی احمد رفاعی نے حج کیا۔ جب آپ مواجہ شریف کے سامنے کھڑے ہوئے تو یہ اشعار پڑھے:

''میں دوری کی حالت میں اپنی روح کو بھیجتا تھا۔ وہ میری نائب
بن کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دہلیز کو چومتی تھی۔ اب جب
کہ میں خود حاضر ہوا ہوں تو اپنا دایاں دستِ مبارک بڑھائیے
تا کہ میرے ہونٹ اس کا بوسہ لیں۔''

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دستِ مبارک قبر شریف سے باہر آیا اور آپ نے اسے بوسہ دیا۔ شیخ برہان الدین بقاعی کی معجم میں ہے، آپ فرماتے ہیں کہ مجھ سے امام ابوالفضل بن ابوالفضل نویری نے فرمایا کہ سید نورالدین ایجی والد عفیف الدین جب روضہ شریف پر حاضر ہوئے تو عرض کیا: السلام علیك ایھا النبی و رحمة اللّٰہ و بر کاتہ۔ اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ پر سلام ہو اور اللہ کی رحمت اور برکتیں ہوں۔ تو جو کوئی وہاں پر حاضر تھا انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قبر انور سے فرماتے ہوئے سنا: وعلیکم السلام یا ولدی۔ اے میرے بیٹے! تم پر سلام ہو۔

سلام کا جواب

حافظ محبّ الدین بن نجار اپنی ''تاریخ'' میں فرماتے ہیں کہ ابونصر عبدالواحد بن عبدالملک بن محمد بن صوفی کرخی سے منقول ہے کہ میں نے حج کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کے لئے حاضر ہوا۔ جس وقت میں حجرۂ مبارک کے سامنے بیٹھا تھا تو دیکھا کہ اچانک شیخ ابوبکر دیار بکری حاضر ہوئے اور مواجہ شریف کے سامنے کھڑے ہو کر عرض کیا: السلام علیك یا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم۔ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ پر سلام ہو۔ میں نے حجرہ مبارک میں سے آواز سنی۔ وعلیکم السلام یا ابا بکر۔ اے ابوبکر! تم پر سلام ہو۔ اس آواز کو جو کوئی حاضر تھا اس نے سنا۔

ایک ہاشمی عورت کی مدد

مصباح الظلام فی المستغیثین بخیر الانام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ہے جو کہ امام شمس الدین محمد بن موسیٰ ابن النعمان کی ہے، آپ فرماتے ہیں کہ میں نے

یوسف بن علی زناتی سے سنا آپ ایک ہاشمی عورت کی حکایت بیان فرماتے تھے کہ وہ مدینہ منورہ کی مجاورہ تھی، بعض خدام اسے تنگ کرتے تھے۔ وہ عورت کہتی ہے کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئی اور نبی کریم ﷺ سے مدد کو طلب کیا۔ میں نے روضہ اقدس سے کسی کہنے والے کو سنا: "کیا میرے اسوہ میں تیرے لئے بہترین نمونہ نہیں۔ صبر کر جیسے میں نے صبر کیا۔" وہ عورت کہتی ہے کہ میرا سارا غم دور ہو گیا اور وہ تینوں خادم جو مجھے ایذاء دیتے تھے، مر گئے۔

ایک اعرابی کی مغفرت:

ابن سمعانی الدلائل میں فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ایک اعرابی ہمارے پاس اس وقت آیا جب ہم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تدفین کر چکے تھے۔ اس نے اپنے آپ کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر مبارک پر ڈال دیا اور اپنے سر پر قبر مبارک کی مٹی کو ڈالا اور کہا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ہم نے آپ کا قول مبارک سنا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے اللہ سے یاد کیا اور ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اسے محفوظ کیا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر یہ نازل فرمایا ہے:

ولو انهم اذ ظلموا انفسهم جاء وك فاستغفروا الله و استغفر لهم الرسول لوجدوا الله توابا رحيما (النساء ۴:۶۴)

اور (اے حبیب! ﷺ) اگر وہ لوگ جب اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھے تھے آپ کی خدمت میں حاضر ہو جاتے اور اللہ سے معافی مانگتے اور رسول (ﷺ) بھی ان کے لیے مغفرت طلب کرتے تو وہ ضرور اللہ کو توبہ قبول فرمانے والا نہایت مہربان پاتے۔

بے شک میں نے اپنی جان پر ظلم کیا اور میں اب آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں حاضر ہو گیا ہوں تا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے لئے استغفار کریں۔ آپ صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر انور سے آواز آئی ''تیری مغفرت ہوگئی۔''

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی کرامت

میں نے ''مزیل الشبهات في اثبات الكرامات'' میں دیکھا جو امام عماد الدین اسماعیل بن ہبۃ اللہ بن باطیس کی کتاب ہے کہ کرامات کے اثبات پر وہ آثار دلیل ہیں جو صحابہ کرام اور تابعین رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین سے اور بعد میں آنے والوں سے منقول ہیں۔ ان میں سے ایک حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ ہے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا: تمہاری دو بہنیں اور دو بھائی ہیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی: میرے دو بھائی تو محمد اور عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہیں۔ مگر میری بہن تو اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے سوا کوئی نہیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: میرے دل میں القاء ہوا ہے کہ تمہاری حاملہ ماں سے بیٹی پیدا ہوگی تو حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ولادت ہوئی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی کرامت:

ایسا ہی واقعہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حضرت ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں ہے۔ جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خطبہ دے رہے تھے تو آپ نے فرمایا: اے ساریہ! پہاڑ پہاڑ،۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کلام سنا دیا جب کہ وہ نہاوند میں تھے۔ اسی طرح سے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک واقعہ دریائے نیل کے نام خط کا بھیجنا اور اس کا جاری ہونا ہے۔ جب اس کا بہنا بند ہوگیا تھا۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور دیدار مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں ہے کہ عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس حاضر ہوا کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سلام کرسکوں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس وقت محصور تھے۔ آپ

نے فرمایا خوش آمدید۔ اے میرے بھائی! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس جھونپڑی میں دیکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے عثمان! انہوں نے تمہارا محاصرہ کرلیا۔ میں نے عرض کی: جی ہاں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا: انہوں نے تمہیں پیاسا رکھا ہے؟ میں نے عرض کی: جی ہاں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک ڈول میرے لئے لٹکا دیا۔ اس میں پانی تھا۔ میں نے اسے پیا یہاں تک کہ میں سیراب ہوگیا اور میں نے اس کی ٹھنڈک اپنے سینے اور کندھوں کے درمیان محسوس کی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اگر تم چاہو تو تمہاری ان کے خلاف مدد کی جائے اور اگر تم چاہو تو ہمارے پاس افطار کرو۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: میں نے افطار کو اختیار کرلیا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اسی دن شہید کردیا گیا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ قصہ بہت مشہور ہے جسے کئی ایک کتب حدیث میں اسناد کے ساتھ روایت کیا گیا ہے۔

حارث بن ابو اسامہ نے اپنی مسند میں اس کو نقل کیا ہے اور مصنف نے یہ سمجھا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ زیارت بیداری کی حالت میں تھی ورنہ اسے کرامت میں سے شمار نہیں کیا جائے گا کیونکہ خواب کی حالت میں زیارت کرنے میں تو سب برابر ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خواب میں زیارت کرامات میں سے نہیں ہے۔ جو شخص کراماتِ اولیاء کا منکر ہے وہ اس کا انکار نہیں کرے گا۔

دورانِ خطاب زیارت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

ابن باطیس سے منقول ہے کہ حضرت ابو طاہر محمد بن علی علان فرماتے ہیں کہ میں ابوالحسین محمد بن سمعون بغدادی صوفی کے پاس ایک دن مجلسِ وعظ میں حاضر ہوا۔ آپ اپنی کرسی پر تشریف فرما تھے اور گفتگو فرما رہے تھے۔ ابوالفتح تو اس کرسی کی ایک جانب بیٹھے تھے۔ انہیں اونگ اور نیند آگئی۔ ابوالحسین نے اسی وقت اپنے کلام کو روک دیا یہاں تک کہ ابوالفتح بیدار ہوئے اور اپنا سر اٹھایا تو ابوالحسین نے ان سے پوچھا کہ کیا آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خواب میں زیارت کی ہے؟ آپ

نے فرمایا: جی ہاں۔ ابوالحسین نے فرمایا: میں نے اسی لئے اپنی گفتگو کو اس خوف سے روک دیا کہ آپ تنگ ہوں اور آپ کی کیفیت ختم ہو جائے۔

اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ابن سمعون نے جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت بیداری کی حالت میں کی۔ جب ابوالفتح نے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خواب کی حالت میں دیکھا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود ہی چلے آئے مدینے سے

ابوبکر بن ابیض نے اپنے جز میں فرماتے ہیں کہ میں نے ابوالحسن بنان کو کہتے ہوئے سنا کہ مجھ سے میرے بعض اصحاب نے کہا: مکہ مکرمہ میں ایک شخص تھا جسے ابن ثابت کے نام سے جانا جاتا تھا۔ وہ مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ ساٹھ سال تک صرف بارگاہ رسالت علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام پر سلام پیش کرنے کے لئے حاضر ہوتا اور پھر واپس لوٹ آتا۔ ایک سال وہ کسی وجہ سے حاضر نہ ہو سکا۔ انہوں نے کہا کہ میں اپنے حجرہ میں سونے اور جاگنے کی حالت کے درمیان تھا کہ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

یا ابن ثابت لم تزرنا فزرناك

تم ہماری زیارت کو نہ آسکے تو ہم تم سے ملنے کے لئے آگئے ہیں۔

تنبیہات

الاول: اکثر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت بیداری کی حالت میں دل سے ہوتی ہے۔ پھر ترقی ہوتی ہے یہاں تک کہ آنکھوں سے زیارت ہو جاتی ہے۔ ان دونوں امور کا ذکر قاضی ابوبکر بن عربی کے کلام میں گزر چکا ہے۔ لیکن آنکھوں سے دیکھنا اس دیکھنے کی طرح نہیں ہے جو لوگوں کے نزدیک متعارف ہے۔ جس طرح وہ ایک دوسرے کو دیکھتے ہیں۔ یہ دیکھنا حالی جمعیت ہے اور برزخی حالت ہے۔ ایسا امر وجدانی ہے کہ اس کی حقیقت وہی جان سکتا ہے جس کو یہ شرف حاصل ہوا ہو۔ عبداللہ دلاصی سے منقول بات گزر چکی ہے جب امام نے تکبیر تحریمہ کہی اور میں نے بھی تکبیر

تحریمہ کہی تو مجھ پر ایک کیفیت طاری ہوگئی۔ پس میں نے رسول اللہ ﷺ کی زیارت کی۔ انہوں نے اس سے اس حالت کی طرف اشارہ کیا ہے۔

الثانی: کیا زیارت ذات مصطفیٰ ﷺ کے جسم مبارک اور روح کے ساتھ ہوتی ہے یا آپ ﷺ کی مثال کی زیارت ہوتی ہے؟ جن ارباب احوال سے میری ملاقات ہوئی ہے وہ دوسری بات کہتے ہیں یعنی آپ ﷺ کی مثال کی زیارت ہوتی ہے۔ اس کی تصریح امام غزالی نے کی ہے۔ آپ نے فرمایا: اس سے مراد یہ نہیں ہے کہ زیارت کرنے والا آپ ﷺ کے جسم مبارک اور بدن شریف کی زیارت کرتا ہے بلکہ آپ ﷺ کی مثال کی زیارت کرتا ہے۔ یہ مثال ایک آلہ ہوتی ہے جس کے ذریعے سے وہ معنی ادا کیے جاتے ہیں جو دل میں ہوتے ہیں۔ فرمایا: اور آلہ کبھی حقیقی ہوتا ہے اور کبھی خیالی ہوتا ہے۔ اور نفس متخیل مثال کا غیر ہے پس وہ شکل مبارک جو دیکھی ہے وہ مصطفیٰ کریم ﷺ کی روح نہیں ہے اور نہ ہی آپ ﷺ کی شخصیت ہے۔ بلکہ تحقیق کے مطابق وہ آپ ﷺ کی مثال ہے۔ فرمایا: اسی طرح خواب میں اللہ تعالیٰ کو دیکھنا ہے۔ اس کی ذات شکل وصورت سے پاک ہے۔ لیکن اس کی تعریفات بندے تک نور یا کسی اور چیز کے محسوس مثال کے واسطے سے پہنچتی ہے اور وہ مثال تعریف میں واسطہ ہونے کے اعتبار سے حق ہوتی ہے۔ تو دیکھنے والا کہتا ہے کہ میں نے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو خواب میں دیکھا۔ اس کی مراد یہ نہیں ہوتی کہ اس نے اللہ کی ذات کو خواب میں دیکھا ہے۔ جیسا کہ وہ دوسروں کے بارے میں یہ کہتا ہے۔ یہ کلام ختم ہوا۔

قاضی ابوبکر بن العربی نے تفصیل بیان کی ہے نبی کریم ﷺ کی زیارت آپ ﷺ کی معلوم صفت کے مطابق ہونا حقیقت کا ادراک کرنا ہے اور آپ ﷺ کی زیارت اگر اس صفت کے مطابق نہ ہو تو وہ مثال کا ادراک ہے۔ آپ کا ارشاد انتہائی خوبصورت ہے۔ آپ ﷺ کی ذات شریفہ کی زیارت جسم اور روح کے ساتھ ممتنع نہیں ہے۔ اور یہ اس لیے کہ آپ ﷺ اور تمام انبیاء کرام حیات ہیں۔ ان کی ارواح قبض ہونے کے

بعدان کی طرف لوٹا دی گئیں ہیں۔ اوران کو اس کی اجازت ہے کہ وہ اپنی قبروں سے باہر تشریف لاسکیں اور ملکوت علوی اور سفلی میں تصرف کرسکیں۔ امام بیہقی نے انبیاء کرام کی حیات کے بارے میں ایک رسالہ تالیف فرمایا ہے اور ''دلائل النبوۃ'' میں فرمایا ہے کہ انبیاء اپنے رب کے نزدیک شہداء کی طرح ہیں اور ''کتاب الاعتقاد'' میں فرمایا: انبیاء کی ارواح قبض ہونے کے بعد ان کی طرف لوٹا دی جاتی ہیں۔ وہ اپنے رب کے پاس شہداء کی طرح زندہ ہیں۔ استاذ ابو منصور عبدالقاہر بن طاہر بغدادی فرماتے ہیں: ہمارے اصحاب میں سے محقق متکلمین فرماتے ہیں: ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی وفات کے بعد حیات ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی امت کی اطاعتوں کی بشارت دی جاتی ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم امتیوں میں سے گناہگاروں کے گناہوں کی وجہ سے غمگین ہوجاتے ہیں اور جو کوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتا ہے وہ پہنچتا ہے۔ اور فرمایا: انبیاء کرام بوسیدہ نہیں ہوتے اور نہ ہی زمین ان کے جسم کا کوئی حصہ کھاتی ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات ان کے زمانہ میں ہوئی اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنی قبر میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا اور حدیث معراج میں ذکر ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں چوتھے آسمان پر دیکھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت آدم وابراہیم علیہما السلام کو دیکھا۔ جب ہمارے لیے یہ اصل صحیح ہے تو ہم کہتے ہیں کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی وفات کے بعد حیات ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی نبوت کے ساتھ ہیں۔ ابن العربی کا کلام ختم ہوا۔

قرطبی نے تذکرہ میں حدیث صعقہ (وہ حدیث جس میں اس کا ذکر ہے کہ رب جلال و جمال کی وجہ سے قیامت کے دن سب لوگ بے ہوش ہوجائیں گے) میں اپنے شیخ سے نقل کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ موت عدم محض نہیں ہے وہ تو ایک حال سے دوسرے حال کی طرف منتقل ہونا ہے۔ اور اس پر یہ بات دلالت کرتی ہے کہ شہداء اپنی شہادت اور وصال کے بعد زندہ ہوتے ہیں اور انہیں رزق دیا جاتا ہے اور وہ زندہ ہیں اور انہیں بشارتیں ملتی ہیں۔ اور یہ دنیا میں زندہ لوگوں کی صفت ہے۔ جب یہ حال شہداء کا ہے تو

انبیاء اس کے زیادہ حقدار اور مستحق ہیں اور صحیح ہے کہ زمین انبیاء کرام کے جسموں کو نہیں کھاتی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم انبیاء کے ساتھ معراج کی رات بیت المقدس میں اور آسمان میں جمع ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے موسیٰ علیہ السلام کو اپنی قبر میں کھڑے ہو کر نماز ادا کرتے دیکھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر اس شخص کے سلام کا جواب دیتے ہیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام کرتا ہے۔ اس کے علاوہ ایسی باتیں ہیں جن سے قطعی طور پر یہ معلوم ہوتا ہے کہ انبیاء کرام کے وصال کا مطلب یہ ہے کہ وہ ہماری نگاہوں سے غائب ہو جاتے ہیں ہم ان کا ادراک نہیں کر پاتے۔ اگرچہ وہ زندہ موجود ہوتے ہیں اور یہ اس طرح ہے جس طرح ملائکہ کا حال ہے۔ وہ موجود اور زندہ ہوتے ہیں۔ اور انہیں ہماری نوع میں سے کوئی نہیں دیکھ سکتا مگر وہی جس کو اللہ تعالیٰ اپنے کرم سے خاص فرماتے ہیں۔ قرطبی کا کلام ختم ہوا۔

ابو یعلیٰ نے اپنی مسند میں اور بیہقی نے اپنی کتاب ''حیاۃ الانبیاء'' میں از انس رضی اللہ عنہ تخریج کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انبیاء اپنی قبروں میں زندہ نماز پڑھتے ہیں اور بیہقی نے از انس از نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بیشک انبیاء کرام اپنی قبروں میں چالیس راتوں بعد چھوڑ نہیں دیئے جاتے لیکن اللہ کے سامنے نماز ادا کرتے ہیں یہاں تک کہ صور پھونک دیا جائے۔ اور سفیان ثوری نے الجامع میں روایت کی ہے آپ نے فرمایا: ہمارے ایک شیخ نے از سعید بن مسیّب رضی اللہ عنہ بیان کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی نبی چالیس راتوں سے زیادہ اپنی قبر میں نہیں ٹھہرتا یہاں تک کہ اسے اٹھا لیا جاتا ہے۔ امام بیہقی فرماتے ہیں: اس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ دیگر تمام زندوں کی طرح ہو جاتے ہیں۔ وہ وہیں ہوتے ہیں جہاں اللہ تعالیٰ انہیں نازل فرماتا ہے۔ اور عبد الرزاق نے اپنی مصنف میں از ثوری از ابی مقدام از سعید بن مسیّب روایت کی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی نبی زمین میں چالیس دنوں سے زیادہ نہیں رہتا۔ اور ابو المقدام ثابت بن ہرمز کوفی ہیں۔ وہ صالح شیخ ہیں۔ اور ابن حبان نے اپنی تاریخ میں اور طبرانی نے کبیر میں اور ابو نعیم نے حلیہ میں از انس

روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو نبی بھی وصال پاتا ہے وہ اپنی قبر میں صرف چالیس دن قیام کرتا ہے۔ امام الحرمین نے نہایہ میں کہا، پھر رافعی نے شرح میں کہا کہ مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا میں اپنے رب کے نزدیک بہت زیادہ اکرم ہوں وہ مجھے تین دن سے زیادہ میری قبر میں نہ چھوڑے گا۔ امام الحرمین نے اضافہ کیا ہے کہ ایک روایت میں دو دن سے زیادہ کا ذکر ہے۔ ابوالحسن بن زاغونی حنبلی نے اپنی کسی کتاب میں ایک حدیث روایت کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی نبی کو اس کی قبر میں آدھے دن سے زیادہ نہیں چھوڑتا۔ امام بدرالدین بن صاحب نے اپنے تذکرہ میں ایک فصل باندھی ہے "آپ ﷺ کی حیات وصال کے بعد برزخ میں" اور فرماتے ہیں: آپ ﷺ کی حیات پر شارع کی تصریح اور اشارے دلالت کرتے ہیں۔ اور قرآن کی یہ آیت دلیل ہے:

ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل احیاء عند ربھم یرزقون (ال عمران ۳:۱۶۹)

اور جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کئے جائیں انہیں ہرگز مردہ خیال (بھی) نہ کرنا، وہ اپنے رب کے حضور زندہ ہیں انہیں رزق دیا جاتا ہے۔

پس یہ حالت --- برزخ میں وصال کے بعد کی زندگی --- امت کے شہداء میں سے کئی ایک کو حاصل ہے اور ان کا یہ حال اس سے جس کو یہ رتبہ نہیں ملا ہے خاص طور پر برزخ میں اعلیٰ وافضل ہے۔ اور امت میں سے کسی کا بھی رتبہ نبی کریم ﷺ کے رتبہ سے بلند نہیں ہوسکتا۔ بلکہ ان شہداء کو بھی یہ رتبہ آپ ﷺ کے تزکیہ اور تابعداری سے ملا ہے۔ اور وہ اس رتبہ کے مستحق بھی شہادت سے ہی ہوئے ہیں اور شہادت نبی کریم ﷺ کو مکمل طور پر حاصل ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس رات مجھے معراج عطا ہوئی میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس سرخ ٹیلے کے قریب سے گزرا اور وہ اپنی قبر میں کھڑے نماز ادا کر

رہے تھے۔ یہ موسیٰ علیہ السلام کی حیات کے اثبات میں صریح دلیل ہے۔ آپ ﷺ نے ان کی نماز کی صفت بتائی کہ وہ کھڑے ہوئے تھے اور اس طرح روح کی صفت بیان نہیں کی جاتی۔ اس طرح جسم کا وصف بتایا گیا ہے۔ اور اس میں آپ کی قبر کی تخصیص کا ہونا بھی اس کی دلیل ہے کیونکہ اگر یہ روح کا وصف ہوتا تو اس کے لیے آپ کی قبر کی تخصیص کی ضرورت نہ تھی۔ بے شک کسی نے بھی یہ نہیں کہا کہ انبیاء کی ارواح جسموں کے ساتھ قبور میں قید ہیں اور شہداء یا مؤمنین کی ارواح جنت میں ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک وادی کے قریب سے گزرے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: یہ کون سی وادی ہے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کی یہ "وادیٔ ازرق" ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: گویا کہ میں موسیٰ علیہ السلام کی طرف دیکھ رہا ہوں کہ انہوں نے اپنی دونوں انگلیاں اپنے کانوں میں ڈالی ہوئی ہیں۔ قرب الٰہی کے لیے اس وادی سے گزرتے ہوئے تلبیہ پڑھ رہے ہیں۔ پھر ہم چلے یہاں تک کہ ہم وادیٔ ثنیہ پہنچے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: گویا کہ میں یونس علیہ السلام کو ایک سرخ اونٹنی پر دیکھ رہا ہوں۔ آپ پر ایک اون کا جبہ ہے۔ آپ اس وادی سے تلبیہ پڑھتے ہوئے گزر رہے ہیں۔ یہاں یہ سوال کیا گیا کہ آپ ﷺ نے ان کے حج اور تلبیہ کا ذکر کیسے کیا؟ جبکہ ان کا انتقال ہو چکا ہے اور وہ دوسرے دار میں ہیں دار العمل میں نہیں ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ شہداء اپنے رب کے پاس زندہ ہیں۔ اور انہیں رزق دیا جاتا ہے تو کوئی بعید نہیں کہ وہ حج کریں اور نماز ادا کریں۔ اور جہاں تک ممکن ہو سکے اللہ کا قرب حاصل کریں اگر چہ وہ دوسرے دار میں ہی کیوں نہ ہوں۔ وہ اس دنیا میں ہیں جو دار العمل ہے یہاں تک کہ جب اس کی مدت ختم ہو جائے گی اور آخرت آجائے گی جو دار الجزاء ہے تو عمل منقطع ہو جائے گا۔ یہ لفظ قاضی عیاض کے ہیں۔ جب قاضی عیاض یہ کہتے ہیں وہ اپنے جسموں کے ساتھ حج کرتے ہیں اور اپنی قبروں سے جدا ہوتے ہیں تو نبی کریم ﷺ کا اپنی قبر انور

سے جدا ہونے کا انکار کیسے کیا جاسکتا ہے؟ نبی کریم ﷺ جب حج فرمائیں گے اور جب نماز ادا کریں گے تو آپ ﷺ کا جسم مبارک آسمان میں ہوگا اور قبر میں مدفون نہ ہوگا۔

ان روایات اور احادیث کا خلاصہ یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ اپنے جسم اور روح کے ساتھ حیات ہیں اور آپ ﷺ تصرف فرماتے ہیں اور زمین کے گوشوں اور ملکوت میں جہاں چاہتے ہیں تشریف لے جاتے ہیں اور آپ ﷺ اسی ہیئت پر ہیں جس پر اپنی وفات سے قبل تھے اور اس میں کسی قسم کی کوئی تبدیلی نہیں آئی ہے۔ آپ ﷺ ہماری نگاہوں سے پوشیدہ ہیں جیسا کہ ملائکہ اپنے جسموں کے ساتھ زندہ حالت میں پوشیدہ ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ کسی سے حجاب اٹھانے کا ارادہ فرماتا ہے جسے آپ ﷺ کی زیارت سے صاحب کرامت کرنا ہو تو وہ آپ ﷺ کو اسی صورت پر دیکھتا ہے جس طرح آپ ﷺ ہیں۔ اس میں کوئی مانع نہیں ہے اور نہ ہی رؤیت مثالی کی تخصیص کا کوئی سبب ہے۔

الثالث: کسی نے پوچھا کہ متعدد لوگ کیسے دور دراز کے گوشوں میں آپ ﷺ کی زیارت کرتے ہیں؟ تو آپ نے یہ شعر پڑھا:

"آپ ﷺ سورج کی طرح ہیں جو آسمان کے مرکز میں ہے۔ اور اس کی روشنی نے مشارق اور مغارب کے تمام ملکوں کو ڈھانپا ہوا ہے۔"

شیخ تاج الدین بن عطاء اللہ کے مناقب میں ان کے شاگرد سے مروی ہے کہ اس نے کہا: میں نے حج کیا۔ جب میں طواف کر رہا تھا تو میں شیخ تاج الدین کو طواف کرتے دیکھا۔ میں نے ارادہ کیا کہ طواف سے فراغت کے بعد آپ کو سلام پیش کروں۔ جب آپ طواف سے فارغ ہوئے تو میں حاضر ہوا۔ مگر آپ کو نہیں دیکھا۔ پھر میں نے اسی طرح آپ کو عرفہ میں دیکھا اور اس طرح تمام مناسک میں ہوا۔ جب میں قاہرہ واپس آیا تو میں نے شیخ کے بارے میں پوچھا مجھ سے کہا گیا وہ ٹھیک ہیں۔ میں نے کہا کیا انہوں نے سفر کیا ہے؟ لوگوں نے کہا: نہیں۔ میں شیخ کے پاس آیا اور ان کو سلام کیا آپ نے مجھ سے فرمایا: تم نے کس کو دیکھا تھا؟ میں نے عرض کی: اے میرے آقا میں نے آپ کو دیکھا تھا۔ آپ نے فرمایا: بڑا آدمی کائنات کو بھر لیا کرتا ہے۔ اگر قطب کو

ایک سوراخ سے بھی بلایا جائے گا تو وہ ضرور جواب دے گا۔ جب قطب کائنات کو بھر سکتا ہے تو تمام رسولوں کے سردار صلی اللہ علیہ والہ وسلم بطریق اولیٰ یہ کام کر سکتے ہیں۔ شیخ ابو العباس طنجی کے حوالے سے گزر چکا ہے کہ آپ نے فرمایا: آسمان، زمین، عرش و کرسی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بھرے ہوئے ہیں۔

الرابع: کسی کہنے والے نے کہا: اس سے یہ لازم آتا ہے کہ جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرے اس کے لیے صحابیت ثابت ہو جائے گی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ لازم نہیں ہے۔ اگر زیارت مثالی ہے تو بات واضح ہے کیونکہ صحبت اس وقت ثابت ہوتی ہے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات شریفہ کی زیارت جسم اور روح کے ساتھ ہو اور اگر ہم یہ کہیں کہ زیارت ذات کی ہوئی تو صحابیت کے لیے شرط یہ ہے کہ زیارت کرنے والا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم عالم ملک میں ہوں اور یہ زیارت عالم ملکوت میں ہوئی ہے۔ اس زیارت سے صحابیت کا ثبوت نہیں ہوتا۔ اس کی تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ احادیث اس بارے میں وارد ہوئی ہیں کہ تمام امت کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کیا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دیکھا اور انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی اور تمام کے لیے صحابیت ثابت نہیں ہوئی۔ کیونکہ یہ زیارت عالم ملکوت میں ہے اور ایسی زیارت صحابیت کا فائدہ نہیں دیتی۔